ڈاکٹر اطہر کوثی

اسلامی معاشرہ اور تعلیم

اس سوال کا جواب کہ معاشرہ یا انسان کی جماعتی زندگی کا آغاز کب اور کس طرح ہوا تاریخی شواہد سے ممکن نہیں ہے۔ لیکن ان قیاسات کے مطابق جو انسانوں کی روزمرہ زندگی، ان کے معمولات، افعال و کردار اور انفرادی اور اجتماعی عادات کے مشاہدات پر مبنی ہیں یہ بات بڑی حد تک قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ابتداءً کسی انسانی معاشرہ کا وجود میں آنا اس حقیقت کا مظہر ہوتا ہے کہ افراد کا ایک گروہ اپنے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے، جن کا حصول بصورت دیگر ممکن نہیں ہوتا ایک تنظیم کی شکل میں رضاکارانہ طور پر باہمی تعاون اور مشترکہ جد و جہد کا اقرار اور آغاز کرتا ہے۔ ان مقاصد کا حصول ہی اس جماعتی زندگی کا نصب العین ہوتا ہے اور اسے زندہ اور فعال رکھتا ہے۔

یہ معاشرہ چونکہ انسانوں کے اغراض و مقاصد کے حصول کی خاطر وجود میں آتا ہے۔ وہ لوگ جو زیادہ باصلاحیت اور سرگرم عمل ہوتے ہیں معاشرے میں ایسا مقام حاصل کر لیتے ہیں جس کے ذریعہ وہ زیادہ سے زیادہ فائدے حاصل کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ معاشرہ کے اکثر و بیشتر ذرائع اور وسائل ان کے زیر اثر آجاتے ہیں اور معاشرتی ادارے، بقائے باہمی کے اصول، معاشرتی عدل کے تصورات اور تقاضے سب اس مخصوص طبقہ کے تابع ہو جاتے ہیں۔ انسانی معاشرہ کی یہ ایسی خامی ہے جو بالآخر انتشار اور اس کی تباہی پر منتج ہوتی ہے۔ دنیا کے کسی بھی معاشرہ کا تاریخی تجزیہ کیجیے۔ یہ کلیہ کم و بیش ہر جگہ صادق آئے گا۔ یونان کی جمہوری شہری ریاستیں، روم کی عظیم مملکت، فرانس کا شہنشاہی نظام، ہندو کا برہمنی معاشرہ آج کہاں ہیں اور دور کیوں جائیے امریکہ کا جمہوری معاشرہ اور سوشلسٹ ممالک کا اندرونی خلفشار انہیں کس طرف لے جا رہا ہے یہ کسی سے پوشیدہ تو نہیں ہے۔ چنانچہ جہاں تک تاریخ کی رسائی ہے ”زمانہ گواہ ہے کہ انسان (ہمیشہ) خسارے میں (رہا) ہے“ سوائے ان لوگوں کے

جو ایمان لائے - اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی فہمائش کرتے رہے'' (3-1031 30) - یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خود اپنے لیے مقاصد حیات وضع نہیں کیے بلکہ ان انفرادی اور اجتماعی مقاصد کو اپنایا جو خود خالق ارض و سماء نے روز آفرینش ہی سے ان کے لیے مقرر کر دیے تھے -

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام انسانی معاشروں اور اقوام عالم کے درمیان اسلامی معاشرہ ہی ایک ایسا معاشرہ ہے جس کی اساس خدائے قدوس کی ''عبادت'' ہے - جیسا کہ قرآن میں خدا خود فرماتا ہے ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں'' (56 51 27) - لفظ عبادت اپنے وسیع تر مفہوم میں ایک سہ گونہ ذمہ داری یا فرض سے عبارت ہے - یعنی خدا پر ایمان اور ان احکامات کی بلا حیل و حجت بجا آوری جو خدا کی طرف سے اسے ملتے ہیں - وہ معاشرہ جس کا وہ ایک حصہ ہے اس کے افراد سے متعلق فرائض کی ادائیگی ، فرد کی وہ ذمہ داریاں جو اس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہیں -

عبادت کا یہ تصور اسلامی معاشرہ میں تمام افراد کے لیے ایک واضح اور بامعنی مقصد حیات اور ان کی اجتماعی زندگی کے لیے ایک بلند نصب العین کی نشاندہی کرتا ہے - ساتھ ہی عبادت سے متعلق فرائض اور ذمہ داریوں کا مثلث انفرادی اور اجتماعی طور پر معاشرہ کے ہر فرد کے لیے آزادی اور پابندیوں کی ان حدود کا تعین کرتا ہے جن میں رہ کر وہ قدرت کے اس مقصد کے حصول میں جس کے لیے اس نے انسان اور انسانی معاشرہ کو تخلیق کیا ہے اس کے نائب کی حیثیت سے معاونت کرتا ہے - ''مقصود یہ ہے کہ وہ (خدا) تم (انسانوں) کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے'' (7 11 11) - اسلامی معاشرہ میں چونکہ ہر فرد اپنے اعمال کے لیے خدا کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے - اور ہر عمل اس کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہے ، اسلامی معاشرہ اصولی طور پر ان عوامل سے پاک ہوتا ہے جو انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا باعث بنتے ہیں - اس طرح ان اسباب کی بیخ کنی ہوتی ہے جو دوسرے معاشروں میں فساد اور انتشار پیدا کرتے ہیں -

اسلامی معاشرہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسانی وحدت اور مساوات کے مضبوط اصولوں پر قائم ہے - جس کی بنیاد یہ ہے کہ خدا نے تمام انسانوں کو ایک ہی مادہ یعنی مٹی سے

(18 23 12-17 22 5-15 18 37-14 15 29)

اور ایک ہی انسان سے پیدا کیا (6 39 189-23 7 9-99 6 7) اور یہ کہ ''سب لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت) پر تھے پھر جدا جدا ہو گئے'' (19 10 11) -

اسلامی معاشرہ تمام انسانوں کو ایک اکائی کا درجہ دیتا ہے - جیسا کہ خدا نے فرشتوں سے کہا ''کہ میں روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں'' (30 2 1) - ''جب اس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا'' (12 38 23) - انسانی وحدت کا یہ تصور فرد اور معاشرہ کے مابین ایک ایسا تعلق قائم کرتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم بن جاتے ہیں جس میں دونوں کے مقاصد ایک ہوتے ہیں۔ خلیفۂ خدا ہونے کی حیثیت سے نہ صرف یہ کہ انسان تمام مخلوقات میں ایک اہم مقام کا حامل ہے بلکہ اس پر بہت بڑی ذمہ داری بھی عاید ہوتی ہے - جس کو پورا کرنے کے لیے اس کا اعلیٰ ترین صفات کا مالک ہونا ضروری ہے -

ایک اور خصوصیت اسلامی معاشرہ کی یہ ہے کہ اس میں انسان کی فطری کمزوریوں اور خامیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا - قرآن میں جگہ جگہ ان کی نشاندہی کی گئی ہے - مثلاً

''انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے'' (28 4 4)

''اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اس طرح برائی مانگتا ہے - اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے'' (11 17 15)

''انسان سب چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے'' (54 18 15)

''اور ہم نے ان میں صبر و ثبات نہ دیکھا'' (115 20 16)

''انسان (کچھ ایسا جلد باز ہے کہ گویا) جلد بازی سے بنایا گیا ہے'' (37 21 17)

''ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا - مٹی سے پھر نطفہ بنا کر، پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر، پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی'' (5 22 17)

''اور انسان تو بڑا ناشکرا ہے'' (66 22 17)

''ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں

نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا'' (22 33 72)

''کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ تڑاق پڑاق جھگڑنے لگا'' (77 36 23)

''مگر انسان سرکش ہو جاتا ہے'' (5 96 30)

''بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا ہے کہ وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھا'' (1 76 29)

انسان کی ایسی ہی فطری خامیاں اور کمزوریاں ہیں جن کے باعث اسلام فرد کی آزادی کے اس مغربی جمہوری نظریہ کو رد کر دیتا ہے جس میں فرد کی آزادی کا تصور اسے مکمل بے راہ روی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اسلام ایسے معاشرتی نظام کا بھی مخالف ہے جو فرد کی انفرادیت کو ختم کر دیتا ہے۔

اسلام انسانوں کی تمام تر کمزوریوں کے باوجود معاشرہ میں اسے جو مقام دیتا ہے اور اس سے جو توقعات وابستہ کرتا ہے وہ یقیناً ایسی ہی ہیں کہ فرشتے خدا سے سوال کر بیٹھتے ہیں کہ ''کیا تو اس (زمین) میں ایسے شخص کو اپنا نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے۔ اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے'' (1 2 30-31)۔ اور وہ بات جو خدا انسان کے بارے میں جانتا تھا اور جس نے فرشتوں کو انسان کی عظمت کے سامنے سجدے میں گرا دیا وہ یقیناً انسان کی علم حاصل کرنے اور اسے وقت پر استعمال کرنے کی صلاحیت ہی تھی۔

یہ بات بڑی اہم ہے کہ انسان کو علم سیکھنے اور اسے استعمال کرنے کی جو صلاحیت ودیعت ہوئی ہے وہ نہ صرف اس کی کمزوریوں اور خامیوں کی تلافی کرتی ہے بلکہ اس کی عظمت کا سبب اور علامت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں علم کا حصول ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ خود خالق کائنات کی طرف سے ہر ایک امت میں پیغمبر بھیجے گئے (47 10 11) تاکہ وہ لوگوں کو خدا کی عبادت کی تعلیم دیں (36 16 14)۔ اور ''وہ (خدا) ہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں میں سے نکال

کر روشنی میں لائے'' (27 57 9) یہی نہیں بلکہ خدا کی طرف سے بندے کو یہ حکم بھی ہوتا ہے کہ ''پڑھو - اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو - جس نے (عالم کو) پیدا کیا - جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا - پڑھو - اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے - جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا'' (30 96 1-5)

ان آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تعلیم ایک ایسا سلسلہ ہے جو روز ازل سے جاری ہے - جو ہر دور میں ہر امت اور ہر فرد کی ضرورت رہا ہے اور جس کے ذریعہ یہ مقصود ہے کہ انسان کو اس کی اصل ، اور اس کے فرائض و ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے - انسان کا انسان سے اور انسان کا خدا سے جو تعلق ہے اسے سمجھایا جائے اور انسان کو فطرت کے ان امور سے شناسا کیا جائے جن کا اسے علم نہیں ہے -

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کا مفہوم

قرآنی آیات کے مطابق علم روشنی ہے - اور تعلیم وہ عمل ہے جس کے ذریعہ انسان کو علم حاصل ہوتا ہے - جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے - ''وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح (المطالب) آیتیں نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لائے'' (27 57 9) -

روشنی اپنی ماہیت کے اعتبار سے موجودات کو ان کے اصل رنگ و روپ ، خد و خال اور حسن و قبح کے ساتھ ظاہر کرتی ہے - اور علم کی روشنی انسان میں وہ صلاحیت پیدا کرتی ہے کہ وہ محسوسات اور موجودات کا ادراک کر سکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جو لوگ علم رکھتے ہیں ، اور جو علم نہیں رکھتے برابر نہیں ہو سکتے (23 39 9) بلکہ ان کی مثال آنکھ والے اور اندھے کی سی ہے (23 40 58—22 35 11) -

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کی اہمیت

اسلام جس قسم کے انسانی معاشرہ کا تصور پیش کرتا ہے اس کا مکمل قیام تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا - کیونکہ اسلامی معاشرہ میں ہر فرد سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کے ساتھ معاشرتی پابندیوں اور آزادیوں کی حدود میں رہ کر اس طرح زندگی بسر کرے کہ عبادت کے فطری تقاضے پورے ہوتے رہیں - اس کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد اس زمین بلکہ کائنات میں اپنے مقام اور ذمہ داریوں کا شعور رکھتا ہو - اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو خدا

کی طرف سے عاید کردہ فرائض کی بجا آوری اور اپنی ذاتی اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کر سکتا ہو۔ چنانچہ اسلام کی معاشرتی زندگی اس امر کی متقاضی ہوتی ہے کہ ہر فرد علم حاصل کرے۔

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کے مقاصد

اب تک اسلامی معاشرہ اور تعلیم کے بارے میں جو حقائق پیش کیے جا چکے ہیں ان کی روشنی میں ایک اسلامی معاشرہ کے لیے مندرجہ ذیل بنیادی تعلیمی مقاصد کا تعین کیا جا سکتا ہے:

(۱) **انفرادی نشو و نما۔** فرد کی تعلیم کے ذریعہ اس کی انفرادی نشو و نما تقریباً ہر زندہ معاشرہ کا مقصود ہے۔ لیکن ڈارون، روسو اور فرائڈ کے نظریات پر مبنی نشو و نما کا نظریہ فرد کے اس کے اپنے طور پر پروان چڑھنے کی آزادی کا حامی ہے۔ جو اسلامی نقطۂ نظر سے بے راہ روی کا مترادف ہے۔ اسلامی معاشرہ میں تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ فرد کے لیے اسلام کی مقرر کردہ حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کی تمام تر صلاحیتوں کی نشو و نما کی جائے۔

(۲) **معاشرتی شعور۔** تعلیم کے ذریعہ فرد کے اندر معاشرہ میں اس کے مقام، اس کی ذمہ داریوں، دوسرے افراد کا اس کی زندگی سے تعلق اور اس کی اپنی زندگی کے لیے معاشرہ کی ضرورت و اہمیت کا شعور پیدا کیا جائے۔

(۳) **خود آگہی۔** تعلیم کے ذریعہ فرد کو اسلامی نظریات کے مطابق اس کے انفرادی اور اجتماعی مقصد حیات سے آگاہ کیا جائے اور اس تعلق سے فرد کو ایسی تعلیم دی جائے کہ وہ اپنی خوبیوں اور خامیوں سے واقف ہو کر اپنے لیے ایک صحیح راہ عمل کا انتخاب کر سکے۔

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کی ذمہ داری

اسلامی معاشرہ میں تعلیم کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر اس کی ذمہ داری کسی ایک جگہ پر مرتکز نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر اس ہستی پر جو اسلامی معاشرہ سے متعلق ہے تعلیم کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے خود خدا ہی اپنے بندوں کی تعلیم کا اہتمام کرتا ہے۔ چنانچہ

قرآن کا مقصد نزول یہ ہے کہ یہ ایک (پر نور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے - (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (خدا) کے رستے کی طرف" (3 I4 I) - پھر یہ ذمہ داری پیغمبروں پر عاید ہوتی ہے جن کو خدا نے ہر جماعت میں بھیجا کہ وہ لوگوں کو خدا کی عبادت کی تعلیم دیں - اس کے بعد مسلم معاشرہ کے ہر فرد کو کہا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کو "نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے" (55 5I 27) اور آخرکار مجموعی طور پر معاشرہ اس بات کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا نظام تعلیم قائم کرے جو معاشرہ کے اعلیٰ مقاصد کے حصول میں معاون ہو - لیکن اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ خود مسلمان مرد اور عورتوں پر تعلیم کا حصول فرض کیا گیا ہے -